جناب ریاض الدین احمد صاحب

اسلام امریکہ اور روس میں

اس وقت خلیج ٹائمز کا ایک شمارہ ۱۴ مئی میرے سامنے ہے یکایک میری نظروں کو ایک شاہ سرخی نے کھینچ لیا۔ اس کے الفاظ ہیں۔ " امریکہ میں سب سے زیادہ تیز رفتاری سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہے " اس صفحے پہ ایک گروپ فوٹو تین آدمیوں کا نظر آرہا ہے۔ یہ تینوں امریکن ہیں۔ اور امریکن لباس میں ہیں۔ مگر سب کے چہروں پر داڑھیوں کا نور ہے۔ لبوں پر مسکراہٹ اور عزم الامور سے ان کی آنکھیں چمک رہی ہیں۔

یہ تینوں شمالی امریکہ کی اسلامک سوسائٹی کے روح رواں ہیں۔ اس تصویر میں (بائیں سے) پہلے شخص داؤد زونک (DOWOOD ZWUINK) ہیں۔ یہ امریکن نژاد ان دس لاکھ امریکیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ اسلامک سوسائٹی کے نائب صدر بھی ہیں۔ دوسرے نمبر پر احسان بگبی (IHSAN BAGBY) یہ ایسوسی ایشن کے قائم مقام جنرل سیکریٹری ہیں۔ اور تعلیمات اسلامی کے مرکز کے ڈائرکٹر بھی۔ تیسرے احمد الخطاب وفد کے قائد ہونے کے علاوہ عوامی اور بین الاقوامی روابط کے ڈائرکٹر ہیں۔

یہ لوگ متحدہ امارات عربیہ کے ۱۲ روزہ دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ " امریکی مسلمانوں کا یہ ادارہ جس کی وہ نمائندگی کر رہے ہیں ۱۹۶۳ء میں قائم ہوا اس وقت کناڈا اور امریکہ میں مسلمانوں کی آبادی صرف ۵ لاکھ تھی۔ اور مسجدیں صرف ۲۵ عدد۔ مگر اس وقت یہاں مسجدوں کی تعداد ایک ہزار ہے، ۶۵ اسلامیہ سکول چل رہے ہیں۔ اور ایسوسی ایشن کی ۴۰۰ شاخیں جا بجا پھیلی ہوئی ہیں۔ باقاعدہ ارکین کی تعداد ۵۰ ہزار ہے۔ لیکن ۱۷ سال کے مختصر عرصہ میں صرف شمالی امریکہ کی مسلم آبادی ۷۰ لاکھ کے عدد چھو رہی ہے۔ اس میں ۱۰ لاکھ وہ امریکی نژاد ہیں جنہوں نے قبول اسلام کی سعادت حاصل کر لی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰۰۰ء میں اسلام امریکہ کا سب سے بڑا دوسرا مذہب بن جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷ سال کی قلیل مدت میں امریکہ میں اسلام نے انقلاب انگیز جست لگائی۔

وقت کی پکار سے متاثر ہو کر شمالی امریکہ کی اسلامی سوسائٹی کا یہ وفد تیس لاکھ ڈالر کا ایک توسیع اسلام منصوبہ لے کر چکر لگا رہا ہے۔ یہ منصوبہ مغربی دنیا میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا آئینہ دار ہے۔ اس کی روشنی میں ٹھوس قدم ان کے پیش نظر ہے۔ وہ ایک ایسی اسلامی یونیورسٹی وجود میں لانا ہے جس سے فارغ ہونے والے نوجوان

ترقی یافتہ دنیا میں قائدانہ کردار ادا کرنے کے اہل ہوں۔

مسٹر بیگ بی نے کہا:۔

"ہم شمالی امریکہ میں دوسرے مذاہب کے شانہ بشانہ ایک باوقار مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ ملت اسلامی کے موثر وجود کا سکہ جما سکیں"

مسٹر داؤد نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"مغرب میں جو روحانی خلا پیدا ہو گیا ہے اس کی پُر کرنا اسلام کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے اسلام کو مسجدوں کے گوشۂ عافیت سے باہر آکر امریکی سوسائٹی کو اخلاقی بحران سے نجات دلانے کے لئے مؤثر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے"

امریکہ کے اخلاقی بحران میں سب سے زیادہ اہم مقام منشیات کو حاصل ہے۔ اس محاذ کو سر کرنے کے لئے امریکہ دنیا کا سب سے بڑا کثیر الخرچ منصوبہ چلا رہا ہے۔ مگر کامیابی تک پہنچنے کی راہ بہت دشوار گذار ہے۔ پھر بھی اسلامی جماعتیں ایک مؤثر کردار ادا کرنے میں مصروف ہو گئی ہیں۔ اس کا اعتراف خود صدر بش نے ان الفاظ میں کیا:۔

"انسداد منشیات میں ہمارے مسلم بھائی صف اول کا کردار ادا کر رہے ہیں"

دوسرا محاذ لاقانونیت، تشدد اور غنڈہ گردی کا ہے۔ ایک حالیہ جائزے کے مطابق امریکہ کے سب سے شہر نیویارک نے چوریوں اور ڈکیتیوں کے مقابلہ میں عالمی چیمپئن شپ جیت لی ہے۔

تیسرا محاذ عفت و عصمت کا ہے کہ اس کے بنیادی تصور سے مغربی دنیا نا آشنا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ لندن ہائیکورٹ کے ایک حالیہ جج نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ یورپ میں قبل شادی جنسی اختلاط کوئی معیوب فعل نہیں ہے۔ مگر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کا معاشرہ اسے ناقابل تلافی جرم سمجھتا ہے۔ اور یہ بات مسلم خاندان کے لئے حد درجہ شرمناک سمجھی جاتی ہے۔

اس لئے لندن کی ایک مسلم دوشیزہ پر جب اس قسم کی تہمت طرازی اس کے نو بیاہتا شوہر کی طرف سے کی گئی تو عدالت نے سخت ترین رویہ اختیار کیا۔ اور مجرم پر ہرجانے کی رقم عائد کی۔

چوتھا محاذ ترقیاتی علوم کا ہے جس نے اخلاقی اقدار سے پیچھا چھڑا کر دنیا کو ایک فتنۂ عظیم میں مبتلا کر دیا ہے۔ بڑھتی ہوئی تکنیکی صلاحیتیں تعمیر سے زیادہ تخریب کاری کی طرف راغب ہو گئی ہیں۔ ان کا نشانہ لاکھوں معصوم جانیں ہیں جن کا اتلاف ایک عالمی کردار بن گیا ہے۔ ان میں صحیح توازن پیدا کرنے کے لئے آج حکمت قرآنی کی جتنی ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔ اور نجات کا وہ راستہ اللہ کی کتاب ہے۔ امریکہ میں اسلام کا تیز رفتار عروج ایک قرآنی انقلاب کی پیش گوئی کر رہا ہے۔

آئیے! اب روس چلتے ہیں۔ جہاں نجات دنیوی کی آخری امید اشتراکیت کا ستارہ غروب ہو رہا ہے۔

اسلام جو اسّی سال ظلم و تشدد کی چکی میں پستا رہا اب پھر افقہائے عالم پر چھلنے لگا ہے۔ امیر طاہری کی حالیہ تصنیف "سرخ آسمان پر رویت ہلال" جب منظر عام پر آئی تو کسی کو یہ وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ روسی اشتراکیت کا جنازہ اتنی جلدی بکھرنے والا ہے۔ اس وقت "ترکستان" نامی میگزین کا مقالہ نگار جس نے اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی ہدایت کی تھی صرف اتنا کہنے کی ہمت کر سکا تھا کہ

"مسلمان اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں انقلاب نہیں چاہتے"

اسّی سال سے وہ کچلے جا رہے تھے ان کی ۲۲ ہزار مساجد میں تالا لگ چکا تھا۔ مذہبی تعلیمی ادارے سب بند پڑے تھے۔ سیاسی اور معاشی ترقی کے راستے ان پر مسدود تھے۔ حکومت سے ان کی ساجھے داری بے دخل کر دی گئی تھی۔ روسی ترکستان میں واقع ارال سمندر جو دنیا کا چوتھا سب سے بڑا پانی کا تالاب ہے اور ان کی زراعتی زندگی کے لئے شہ رگ حیات کے مثل تھا۔ اس کا پورا پانی کھینچ کر منتقل کر دیا گیا۔ اور ایک شاداب ترین علاقہ ویرانہ ہو کر رہ گیا تھا۔ مسلم ریاستوں کے بھرپور معدنی ذخیروں پر حکومت نے قبضہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو غربت اور افلاس کی حالت میں تبدیل کر دیا۔

یہ سب کچھ ہوتا رہا اور دنیا خوش ہوتی رہی کہ اسلام کی ایک بڑی آبادی کچل دی گئی۔ مگر رسالہ کمپاس (CAMPAS) کا مقالہ نگار لاؤٹن تصدیق کرتا ہے کہ:

"اتحادی روس کی ۱۵ ماہ میں کم از کم چھ جمہوریاؤں میں مسلم آبادی اسّی سالہ گمنامی کے باوجود عملاً اور عقیدۃً بیدار رہی" اور انہوں نے اپنی بنیادی سطح کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ ان کے سینکڑوں دینی مدارس اندر ہی اندر کام کرتے رہے۔ اور نماز کے ہزاروں مراکز گھروں کی چار دیواری میں محبوس ہو گئے"

لندن کا رسالہ ٹائمز رقم طراز ہے کہ:

"نئی نسل کے روسی نوجوان خصوصاً طلبا اور جدید مفکرین اب اسلام کے زبردست حامیوں میں ابھر رہے ہیں اور بہت سے مسلمان جو کمیونسٹ ہو چکے تھے اپنے آبائی اقدار اور کلچر کی طرف رجوع کر رہے ہیں"

سوویت روس کی ۲۸۰ ملین آبادی میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ۵۳ ملین ہے۔ جو پورے ملک کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے۔ اور اعتقاداً دوسری سب سے بڑی آبادی ہے۔ لیکن بقول لاؤٹن چونکہ روس کی مسلم آبادی دوسرے کے مقابلے میں چار گنا زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے اس لئے یہ گمان اغلب ہے کہ آئندہ تیس سالوں میں مسلمانوں کی آبادی دوسرے روسیوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جائے گی"

اب جب کہ بیسویں صدی اپنے اختتام پر ہے سوویت یونین کی چھ مسلم جمہوریائیں اپنا سیاسی اقتدار واپس لینے کے لئے مثبت قدم اٹھا رہی ہیں۔ سوویت ترکستان سے آنے والے سیاح برابر یہ اشارے دے رہے ہیں

کہ روسی مسلم جمہوریاؤں میں کمیونسٹ نن تنہا رہ گئے ہیں۔ اور ایک متبادل مسلم لیڈرشپ ظہور میں آنا ہی چاہتی ہے۔ نیویارک ٹائمز اس حقیقت سے گریز نہیں کرتا کہ اسلام کی اعتصابی طاقت پورے سوویت روس پر حاوی ہے۔ اور ایک انقلابی اسلامی تحریک کی پیش رو ہے۔ روسی مسلمانوں نے اس طاقت کو برقرار رکھنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اس میں ان روسی مسلمانوں کا بھی بڑا حصہ ہے جو ۲۰ لاکھ کی تعداد میں تاجکستان سے اور ۱۰ لاکھ کی تعداد میں ازبکستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے تھے۔ نیز ان چار لاکھ روسی ترکستان کے باشندوں کا جو ایران چلے گئے تھے کزاکستان اور کرگیزیا کی سرحدوں پر بسنے والے چینی مسلمانوں کا بھی جنہوں نے اخوت کے رشتے کو کبھی ختم نہیں ہونے دیا۔

یہ ضرور ہے کہ گورباچوف سے پہلے روسی مسلمانوں کی زندگی تاریکی کے پردے میں گم تھی۔ اس حقیقت کو منظر عام پر لانے کے لئے دنیا گورباچوف کی منت کش رہے گی — مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں کشش مسلمانوں کے کردار کی وجہ سے نہیں بلکہ صحیفہ ابدی کے لازوال معجزے کی وجہ سے ہے۔ (ترجمہ) لوگو! قرآن کی طرف منہ موڑ دو کہ یہی آخری ذریعہ نجات ہے۔ ("مزمل")

فلسطین

دنیا کے بہت سے ممالک ہیں جو اقتصادی، علمی اور تکنیکی امداد دوسرے ملکوں سے حاصل کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں لیکن اسرائیل دنیا میں تنہا ملک ہے اگر اس کو ملک کہنا صحیح ہو جو اپنی آبادی کے لئے انسان بھی دوسرے ملکوں سے "درآمد" کرنے پر مجبور ہے۔ عالمی یہودی ایجنسی کے ایک سابق صدر پنحاس سابیر نے کہا تھا کہ سرزمین فلسطین کی طرف یہودیوں کا نقل مکانی ہی ان کی زندگی کی ضمانت ہے۔ اور اس صدی کے اوائل ہی سے یہود اسی سیاست پر کاربند ہیں۔ اس سیاست میں دنیا کی وہ تمام طاقتیں یہود کی تائید کر رہی ہیں جنہوں نے اپنے ناپاک استعماری مقاصد کے لئے اسرائیل کا خنجر عرب ممالک کے جسم میں پیوست کیا تھا۔ امریکہ تقریباً ۷۰ سالوں سے یہی کر رہا ہے۔ مشرقی یورپ میں اشتراکی انقلاب کے موقع پر ان ملکوں کے یہود تارکین وطن کی فوجیں امریکہ پہنچنے لگیں تو امریکہ نے ۱۹۲۱ء میں یہ قانون نافذ کر دیا کہ اندرون ملک آباد یہود کی کل تعداد ۳ فیصد یہود کو امریکہ میں بسنے کی اجازت ہو گی۔ اور تین سال بعد اس تعداد کو کم کر کے ۲ فیصد کر دیا۔

برطانیہ، کناڈا، جنوبی افریقہ، لاطینی امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک نے یہی کیا۔ اس کے نتیجہ میں یہود فلسطین میں جا جا کر برطانیہ کے زیر نگرانی بستے رہے۔ ایک بار پھر گورباچوف کی کھلے دروازوں والی پالیسی کے نتیجہ میں ایک ملین — دس لاکھ یہودیوں کو روس سے نکلنے کی اجازت مل گئی ہے اور اسرائیلی حکومت